امامیہ مشن لکھنؤ کا ساٹھواں رسالہ

(رجسٹرڈ)

صحیفۂ سجادیہ کی عظمت

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

۲/ ۔ محصول ڈاک ۱/ ۔

آپ مذہب کی حمایت کیونکر کرسکتے ہیں؟

(۱) امامیہ مشن کی ممبری قبول فرماکر۔

(۲) امامیہ مشن کے استقلال فنڈ کے ٹکٹ خرید فرماکر۔

(۳) امامیہ مشن کے تبلیغی رسائل خرید فرماکر۔

جس سے آپ کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہوگا اور مشن کی امداد بھی ہوجائیگی۔

(۴) امامیہ مشن کے تبلیغی رسائل ہم سے رعایتی قیمت پر خرید فرماکر غیر مذاہب میں مفت تقسیم کرکے (جیسا کہ بعض ہمدردان ملت عامل ہیں) امامیہ مشن ۰۹ تبلیغی رسائل چھ سال کے اندر اندر شائع کر چکا ہے جس کی کل تعداد ۴۸ ہزار سے اوپر ہو چکی ہے۔

ہر سال عشرہ ماہ محرم میں اردو ہندی انگریزی رسائل غیر مذاہب میں مفت تقسیم کرتا ہے۔ لکھنو کی اچھوت کانفرنس میں دو زبانوں میں مفت رسائل تقسیم کئے ہیں۔

خادم مذہب

آنریری سکرٹری امامیہ مشن نخاس لکھنو

حضرت عیسیٰ کی عظمت

از قلم حقیقت رقم

سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

امامیہ مشن لکھنؤ کی ساٹھویں خدمت

صحیفۂ سجادیہ امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ جو زبورِ آلِ محمدؐ کے نام سے مشہور ہے۔ اُن گرانقدر آثار میں سے ہے جن میں اہلبیت معصومینؑ کی حقیقی شان پورے طور پر جلوہ افگن ہے۔

شیعی دنیا میں اُس کی عظمت ہمیشہ سے مسلّم ہے۔ مگر اس طرف مصر کے نامور علماء نے اُس کے متعلق گرانقدر مقالات تحریر کئے ہیں جن سے اس کتاب کے متعلق اُن کے خیالات کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان مقالات کا اردو ترجمہ حضرت سید العلماء مدظلہ نے اپنے خاص انداز میں تحریر فرما دیا ہے جو سرفراز کے "امام زین العابدین نمبر" میں شائع ہوا تھا اور اب رسالہ کی صورت میں مشن سے شائع کیا جاتا ہے۔ والسلام۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی

سکریٹری امامیہ مشن پاٹا نالہ لکھنؤ

رجب ۱۳۵۷ھ

صحیفۂ سجادیہ کی بےمثال عظمت

(پر)

علمائے مصر کے محققانہ تبصرے

تعصب اور تنگ نظری کو جانے دیا جائے اور خوش اعتقادی سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھا جائے، صرف تاریخ اور درایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ امر بالکل حقیقت ثابتہ معلوم ہوگا کہ رسول اللہ کے روایات اور آپ کی سیرت کے بہت سے خصوصیات اور آپ کے ذاتی کمالات کے بہت سے نقوش آپ کی تربیت کردہ اولاد اور ذرّیت طاہرہ کے ساتھ وابستہ تھے اور ضرورت تھی کہ رسول اللہ کے بعد کسی کی عہدہ اور منصب کی حیثیت کو نہ بھی لیکن شریعت اسلام اور احکام دین نیز اسرار و حدائیت و رسالت کی تعلیمی حیثیت کا جہاں تک تعلق ہے ان حضرات کے اقوال و افعال کو پوری اہمیت دی جاتی لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ عام مسلمان فرقہ وارانہ تنگ نظری کا اس طرح شکار ہوئے کہ انھوں نے اہلبیت رسولؐ سے اجنبیت اختیار کرلی اور جا ہے برائے نام اُن سے عقیدت کا اظہار

بھی قائم رکھا ہو لیکن عملی طور پر آن کے افادات و اقوال سے بالکل کنارہ کشی کر لی اور آل محمدؐ گویا صرف شیعوں کے رسول کے اہلبیت بن گئے۔

عام اسلام کی بہبودی کے لحاظ سے یہ صورت حال نہایت افسوسناک تھی لیکن شکر ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز علم و شریعت مصر آج اپنی علمی ترقیوں کے ساتھ اس جاہلانہ تنگ نظری سے آزاد ہو رہا ہے

اس سلسلہ میں سب سے پہلے علامہ شیخ محمد عبدہ نے جو مفتی دیار مصریہ کا درجہ رکھتے تھے "نہج البلاغہ" کو جو امیر المومنین کے کلام کا مجموعہ ہے اپنے عالمانہ حواشی اور پرزور مقدمہ کے ساتھ اپنے اہتمام سے مصر میں شائع کرایا جس کے بعد متعدد بار اُس کی اشاعت ہو چکی اور مصر کے علمی و ادبی حلقہ میں اُس کی اہمیت مسلم ہو گئی ہے

اب اس طرف دو برس سے مصر کے بلند پایہ علمی حلقوں میں "صحیفہ سجادیہ" کو ایک عجیب حیرت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ آپ کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ اس "دولت نہفتہ" سے مصر کے علماء کو روشناس بنانے کا سہرا آپ کے ملک کی ایک قابل قدر فرد کے سر ہے وہ ڈاکٹر مولوی مجتبیٰ حسن صاحب کاموں پوری ہیں جنھوں نے کئی برس مصر کے جامعہ ازہر کی عالی تحقیقات میں مصروف رہ کر وہاں سے ڈاکٹری کی سند حاصل کی ہے اور جن سے کم از کم مجھ کو تو بہت خوشگوار علمی و ادبی نیز مذہبی توقعات ہیں جن کے لئے

میں اُن کے ہندوستان کی جانب واپس ہونے کا تعیینی کے ساتھ منتظر ہوں
موصوف کے پاس اتفاق سے صحیفہ کاملہ کا ایک نسخہ موجود تھا جس کو انھوں نے
علمائے مصر کے سامنے تحفۃً پیش کیا آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہ جلیل المرتبت
کتاب جو کچھ کم تیرہ سو برس سے دنیائے اسلام میں موجود ہے اور سیکڑوں
کتب خانوں میں محفوظ ہے اور متعدد بار چھپ بھی گئی ہے مصر میں ایک
بالکل نئی چیز سمجھی گئی ۔ وہاں کے بڑے بڑے علماء اور پروفیسروں نے
اُس پر مبسوط مقالے لکھے اور وہ مصر کے رسالوں میں شائع ہوئے نیز
آپ کے ہندوستان کے واحد عربی رسالہ " الرضوان " میں بھی درج ہوئے
جسے ممکن ہے یہاں قابل لحاظ نہ سمجھا جاتا ہو ۔ لیکن مصر، عراق اور شام
میں اس وقت وہ مشرق کا واحد علمی رسالہ کہا جاتا ہے ۔ آپ کی اطلاع
کے لئے ان مضامین کو بغیر کسی مزید تبصرہ کے حرف بحرف آپ کی زبان
میں پیش کیا جاتا ہے ۔

(۱)

پہلا مضمون اُستاذ فیلسوف طنطاوی جوہری کا ہے جس کا عنوان
"ادعیۃ علیٰ زین العابدین وماذا یستفید منھا المسلمون"۔
حضرت زین العابدین علی بن الحسینؑ کی دعائیں اور اُن سے مسلمانوں کو کیا
فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟

یہ سلسل چند مقالات کا مجموعہ ہے جو رسالہ "ہدی الاسلام" مصر کی متعدد اشاعتوں میں شائع ہوئے ہیں اور مکمل صورت سے "الرضوان" میں درج ہوئے ہیں۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں،

جامع ازہر کے نوجوان ہندوستانی طالبعلم سید مجتبیٰ حسن نے مجھے ایک کتاب سے مطلع کیا جس میں کچھ دعائیں کچھ مناجاتیں حضرت علی زین العابدین کی طرف منسوب ہو ہوئی ہیں میں نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اس کے مندرجات پر گہری نظر ڈالی تو مجھ پر ایک ہیبت طاری ہوگئی اور ان دعاؤں کی عظمت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی اور میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے! کیونکر مسلمان اب تک اس ذخیرہ سے ناواقف رہے۔ اور کس طرح وہ صدیوں اور پھر صدیوں تک خواب غفلت میں مبتلا رہے اور انھیں احساس نہ ہوا کہ اتنا بڑا اعلیٰ ذخیرہ خدا نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے اگر وہ ان خزانوں کو کھول کر دیکھیں اور ان اسرار و رموز پر مطلع ہوں تو سمجھیں کہ سنی اور شیعہ فرقے دونوں خواہ مخواہ کے لئے افتراق باہمی میں مبتلا ہیں اور باہمی عداوت کے نشہ میں سرشار ہیں۔

اس کتاب میں دو قسم کی دعائیں ہیں ایک تو سلبی (یعنی بری باتوں سے دور ہونے کی تعلیم) دوسرے ایجابی (یعنی اچھی باتوں سے متصف ہونے کی تلقین) دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ [illegible] ایک عجیب رمز و اشارہ کی صورت سے قرار دی گئی ہیں جیسے عاجزی [illegible] اور پشیمانی اور تضرع و زاری

اور مصائب کا دفعیہ اور مظالم سے نجات اور بیماریوں سے شفا کا ذکر ہے وہ زیادہ تر کتاب کے ابتدائی حصہ میں ہیں اور جن دعاؤں میں خدا کے عظمت وجلال کا اظہار ہے اور اس کی صنعت اور عجائب قدرت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ تر کتاب کے آخر میں ہیں

کیا یہ ایک عجیب بات نہیں ہے؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ حضرات ایسے اسرار و رموز اور علوم و معارف کی طرف اشارہ کر رہے تھے جن سے مسلمان بالکل غافل اور بیخبر ہو گئے ہیں

حقیقتاً انسانی افراد کے حالات بھی دو ہی صورتوں پر منقسم ہیں ایک تخلی عن الرذائل (بری باتوں سے علحدگی) دوسرے تحلی بالفضائل (اچھے اوصاف سے آراستگی) اور اس کے ساتھ بلند مرتبہ علوم و معارف کی تحصیل جس سے نفس ناطقۂ انسانی کی تکمیل ہو۔

ہم ان دونوں قسموں کی تشریح کرینگے پھر اسلامی اقوام کے لئے اس کے عملی نتائج جو برآمد ہوتے ہیں پیش کرینگے۔

(پہلی قسم) اس میں یہ دعا ہے جو امام زین العابدینؑ مناجات میں پڑھتے تھے۔ اس کو امین الاسلام فضل بن حسن طبرسی نے اپنی کتاب "عدۃ السفر و عدۃ الحضر" میں بھی درج کیا ہے۔

"خداوندا اگر میری آنکھیں خواب آلودہ ہو گئیں اُس وقت جب تیری

نمازوں کا وقت تھا تو میری حالت سے واقف ہے اور ایک محدود زمانہ تک
چشم پوشی سے کام لیتا ہے افسوس ہے ان آنکھوں کے حال پر یہ کیونکر صبر
کریں گے اس وقت جب ان پر عذاب کیا جائیگا خداوندا اگر میرے پاؤں
تیری اطاعت کے راستوں سے الگ گامزن ہوئے۔ تو اس پر مطلع ہے
اور محدود زمانہ تک چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ افسوس ہے ان پیروں کے
حال پر یہ کیونکر صبر کرینگے جب ان پر عذاب ہوگا۔ خداوندا بہت ایسا ہوا
کہ میں نے ایسی باتوں کا ارتکاب کیا جن میں میری نفسانی اغراض شریک تھے تو اس پر مطلع
ہوا افسوس ہے میرا جسم کیونکر صبر کریگا جب اس پر عذاب ہوگا۔ خداوندا کاش میں اپنی
ماں کے بطن سے پیدا نہ ہوا ہوتا۔ خداوندا کاش درندے پہاڑوں پر میرے جسم کے ٹکڑے
کر ڈالتے اور مجھے بحیثیت مجرم تیرے سامنے کھڑا نہ ہونا ہوتا خداوندا کاش میرے پر پرواز ہوتے
کہ تیرے خوف و ہیبت سے فضا میں پرواز کرتا۔ خداوندا افسوس میرے حال پر اگر آتش جہنم میں
میری منزل ہو۔ خداوندا افسوس در افسوس مجھ پر اگر جہنم کے زہریلے
پھلوں سے مجھے کھانا نصیب ہو۔ خداوندا افسوس میرے حال پر اگر قطران
(تارکول) کا میرا لباس ہو۔ خداوندا افسوس در افسوس میرے حال پر
اگر آب گرم میرے پینے کے لئے ملے۔ خداوندا افسوس در افسوس میرے
حال پر اگر میں تیرے سامنے آؤں اس حال میں کہ تو مجھ سے ناراض ہو
اس صورت میں کون ہے جو تجھ کو مجھ سے رضامند بنائے یا کون سے

وہ اچھے اعمال میرے ہونگے جن کے سبب سے میں تیرے سامنے سر اُٹھاؤں اور جن کا تذکرہ اپنی زبان پر لاؤں۔ کچھ نہیں۔ سوائے اس امید کے جو تیرے کرم سے ہے کیونکہ تیری رحمت تیرے غضب سے آگے ہے اور تو نے کہا ہے کہ میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں بڑا بخشنے والا اور ترس کھانے والا ہوں اور یہ کہ میرا عذاب بہت سخت عذاب ہوگا۔ بالکل سچ کہا تو نے اے میرے مالک تیرے غضب کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی سوائے تیرے ہی حلم کے اور تیرے عذاب سے کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی سوائے تیری ہی رحمت کے اور تجھ سے کوئی چیز بھی نہیں مل سکتی سوائے تیری ہی بارگاہ میں گڑگڑاہٹ کے۔ اچھا پھر میں تیرے سامنے کھڑا ہوں بالکل ذلیل، بے قدر، شکستہ حال اور بے سروسامان۔ اگر تو مجھے معاف کر دے تو کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ ہمیشہ ہی سے تیری رحمت میرے شامل حال رہی اور تو نے صحت و سلامتی کا لباس مجھ کو پہنائے رکھا اور اگر تو مجھے سزا دے تو میں اُس کا مستحق ہوں اور وہ تیری عدالت کا نتیجہ ہوگا۔ خداوندا مگر میں تیرے ہی پوشیدہ اوصاف اور تیرے ہی اُس کمال ذات کا جو حجاب راز میں مضمر ہے واسطہ دیکر یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے اس بیتاب نفس اور اس مضطرب جسم اور اس نازک جلد اور ان کمزور ہڈیوں پر رحم کرنا۔ یہ میرا جسم جو اس تیرے آفتاب کی حرارت کو برداشت نہیں کر سکتا تیری آگ کے عذاب کو کیسے برداشت کریگا۔ یہ جو تیرے بادل کی گرج کی آواز سے تھرا اُٹھتا ہے

تیرے غضب کی آواز کو کیسے سن سکتا ہے۔ معافی معافی، بیشک گناہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ تیری نعمتوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیرے رکھا مگر میں نے تیرا شکریہ بہت کم ادا کیا۔ میرے اعمال انتہائی کمزور ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جس پر میں بھروسا کروں سوائے تیری رحمت کے اے سب رحیموں سے زیادہ رحیم۔

دیکھو امام علیہ السلام

اس دعا میں جن قرآنی آیات کی طرف اشارہ ہے

اس دعا میں آنکھوں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کا۔ پیروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور اُن کے جرائم کا، جسم کا اور اس کے عذاب کا جو روز قیامت ہوگا اور اس جسم کی کمزوری کا اس عذاب کے تحمل سے۔ پھر اپنی خجالت کا اظہار خدا کی بارگاہ میں اور اس سلسلہ میں جہنم اور وہاں کا زہریلا کھانا اور وہاں کا مخصوص لباس اور اس سب سے بڑھ کر خدا کی ناراضگی اور بندہ کی بے بسی اور سب سے آخر میں یہ کہ صرف خدا کی رحمت پر تکیہ ہے اور اُسی پر بھروسا ہے۔

اس دعا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بہترین مواعظ مضمر ہیں جن سے شیعہ سنی سب ہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس طرح کی دعاؤں کو حقیقتہً تعلیمی سبق سمجھنا چاہیے جو موعظہ و ہدایت کی خاطر مسلمانوں کے سامنے پیش کئے گئے ہیں ورنہ درحقیقت یہ مقدس ذاتیں ہرگز گناہوں سے

اس طرح آلودہ نہ تھیں لیکن چونکہ بارگاہ الٰہی میں اُن کا تقرب زیادہ تھا اس لئے انھیں خدا کا خوف بھی سخت تھا (انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء) "خدا سے ڈرتے وہی زیادہ ہیں جنھیں خدا کی معرفت زیادہ ہوتی ہے" اور چونکہ وہ مسلمانوں کے لئے ایک پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے آنھوں نے مسلمانوں کے لئے مثال پیش کی اور یہی طریقہ وہ ہے جو دنیا کی ہدایت کے لئے بہترین صورت پر کامیاب ہو سکتا ہے۔

(۲) دوسری قسم، یعنی فضائل کے ساتھ آراستگی اور علوم و کمال کی تحصیل کی اہمیت اس میں آپ کی یہ دعا ہے جو ۲۴ ماہ رمضان کو آپ پڑھتے تھے۔

"اے سفیدۂ سحری کے ظاہر کرنیوالے اور رات کو آرام و سکون کا ذریعہ بنانے والے اور آفتاب و مہتاب کو مقرر حساب کے ساتھ چلانے والے، اے عزت کے مالک! اے بخشش و کرم اور قوت و طاقت اور فضل و احسان اور جلال و بزرگی کے سرمایہ دار، اے اللہ، اے رحم والے خدا اے ایک اکیلے یگانہ، اے امن و اطمینان کے دینے والے، اے نگرانی و نگہداشت کرنے والے، اے اللہ۔ اے ظاہر، اے اللہ اے باطن۔ اے اللہ۔ اے زندہ رہنے والے۔ سوائے تیرے کوئی معبود برحق نہیں اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے لئے ہیں بہترین نام اور بلند ترین مثالیں اور بزرگی اور تمام نعمتیں رحمت اپنی نازل کر محمد اور اُن کی آل پر اور مجھے

نہ قرار دے اُن لوگوں میں سے کہ جب صحیح و سالم ہوں تو غافل ہو جائیں
اور جب بیمار ہوں تو تجھ سے خوف کریں جب مالدار ہوں تو زیب دنیا
کا شکار رہیں اور جب فقیر ہوں تو تجھ سے لو لگائیں جب بیمار ہوں تو
گناہوں سے توبہ کریں اور جب اچھے ہوں تو پھر گناہوں میں مبتلا ہو جائیں
نہ اُن لوگوں میں قرار دے کہ جو اچھے آدمیوں کی محبت کا دعویٰ تو رکھتے
ہوں مگر اُن کے سے اعمال نہ کرتے ہوں اور بُرے آدمیوں سے نفرت
کا اظہار تو کرتے ہوں مگر خود اپنے افعال کے لحاظ سے اُن ہی بُرے آدمیوں
میں داخل ہوں جو اپنے دوسرے بھائیوں کی بُرائی تو ظاہر کرتے ہوں
اور خود اپنی برائیوں پر پردہ ڈالتے ہوں۔ خداوندا میں تجھ سے سوال
کرتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور عفت اور بے نیازی کا اُن چیزوں
سے جنھیں تو نے حرام قرار دیا ہے اور عمل کا تیری اطاعت کے ساتھ
اُن باتوں میں جو تجھے پسندیدہ ہیں پروردگارا میرے چہرہ کو آتش جہنم سے
موڑ دے۔ خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے ایک
اے اکیلے اے مالک اے وہ کہ جس کے اولاد نہیں نہ وہ کسی کی اولاد
ہے نہ اُس کا کوئی مدمقابل ہے۔ اے جلالت و بزرگی کے مالک۔ اے
حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ اے تکلیفوں کے دور کرنے والے۔ اے
خواہشوں کے عطا کرنے والے۔ اے اہم مصیبتوں میں مدد کرنے والے

میری مدد کر اُس مہم میں جو مجھے در پیش ہے۔ میرے قرضوں کو ادا کر دے اور میرے دل میں پاکیزگی پیدا کر دے اور میرے اعمال میں اضافہ کر دے اور میرے لئے آتش جہنم سے آزادی کی دستاویز لکھ دے اور عذاب سے امان کی سند اور صراط پر سے گذرنے کا پروانہ اور جنت میں ہمیشہ رہنے کا فرمان لکھکر دیدے اور مجھکو حق و صداقت کے احاطہ میں داخل کر اور محمد و آل محمد کی رفاقت نصیب کر، جنت کے باغوں میں اور ہمیشہ رہنے والی مسرت میں اے جلالت و بزرگی کے مالک خدا۔ خدا درود بھیج محمد و آل محمد پر اور میری دعا کو قبول کر اور میری تضرع و زاری پر رحم کر اور اپنی بارگاہ سے میری امید کو قطع نہ کر۔ اے فریاد رس بیکساں میری فریاد کو پہونچ۔ اے ایمان لانے والے کے پناہ دہندہ مجھے پناہ دے اے نیکوکار اشخاص کے مددگار میری امداد کر۔ اے توبہ کرنے والوں کے دوست میری توبہ کو قبول کر۔ اے تہیدستوں کو رزق دینے والے مجھے رزق عطا کر۔ اے دردمندوں کی تکلیف کو دور کرنے والے میری تکلیف کو دور کر۔ اے مضبوط طاقت و قوت کے مالک محمد و آل محمد پر رحمت نازل کر اور میرے دل کو اپنے دین اور اپنی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رکھ یہاں تک کہ میں تیرے سامنے آؤں تو مجھ سے راضی ہو غضبناک نہ ہو۔ تو ہی احسان اور بخشش کا مالک ہے۔ پروردگارا ہم کو دنیا میں نعمت عطا کر اور

آخرت میں بھی اور ہم کو اپنی رحمت کے ساتھ آتش جہنم سے بچا دے ۔ اے
سب رحیموں سے زیادہ رحیم ۔

جو شخص اس دعا میں غور کرے گا اُس کو حسب ذیل باتیں نظر آئینگی } (۱) شروع میں سفیدہ
سحری کی نمود و رات کے آرام و سکون اور آفتاب و ماہتاب کے حساب کے
ساتھ چلنے کا تذکرہ ہے ۔ یہ تمام آیات قرآنی کی طرف اشارہ ہے (۲) اس کے بعد
اوصاف الٰہی کا ذکر ہے ۔ عزت بخشش فضل نعمت رحمت ۔ اس کے ساتھ وحدانیت
فردانیت وغیرہ مخصوص اوصاف کا ذکر ہے ۔ یہ کہکر اس میں تعمیم پیدا کر دی گئی ہے
کہ تمام بہترین نام اسی کے لیے ہیں (۳) آخر میں ہدایت اور تقویٰ اور دل کی
پاکیزگی کا تذکرہ ہے ۔ امام نے اس دعا میں ایک راستہ دکھلایا ہے جو توضیح
کا مستحق ہے اور ہم تمام مسلمانوں کو اُس کی جانب توجہ دلاتے ہیں ۔

اس دعا سے جو سبق حاصل ہوتا ہے } تمام مسلمانوں کو بلا تفریق میں مخاطب
کرتا ہوں ۔ دیکھو یہ بلند مرتبہ گرا
نبوت کے خاندان کی محترم فرد زین العابدین تم سے کیا کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے
دلوں کو پاک کرو اور گناہوں سے اُن کی حفاظت کرو ۔ یہی نہیں بلکہ اس عالم
کے مخلوقات اور اس وسیع دنیائے کائنات کو غور سے دیکھو ۔ وہ آفتاب ہے
جو حساب کے ساتھ چل رہا ہے اور ماہتاب ہے جو اپنی منزلوں میں سیر

کرتا ہے۔ اس سے آپ سورۂ انعام کی ان آیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں حضرت ابراہیم کا قصہ مذکور ہے کہ انھوں نے آسمان اور زمین کی نشانیوں کا مشاہدہ کیا تاکہ یقین کے درجہ پر فائز ہوں پھر اسی سورہ میں یہ ہے کہ خدا نے دانہ کو شگافتہ کیا اور گٹھلی سے درخت کو نمایاں کیا وہ ذی حیات کو غیر ذیحیات سے اور غیر ذیحیات کو ذیحیات سے ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہے اللہ کی قدرت تم کہاں اِدھر اُدھر پھر رہے ہو۔ وہ سفیدۂ سحری کو ظاہر کرنے والا ہے اور اُس نے رات کو سکون و اطمینان کا وقت قرار دیا ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ چلایا ہے۔ یہ اقتدار و حکمت رکھنے والے خدا کی قرارداد ہے۔ اُسی نے تمھارے لئے ستاروں کو مقرر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے راستہ حاصل کرو خشکی اور تری میں۔ یہ تمام نشانیاں تفصیل سے پیش کی ہیں اُن لوگوں کے لئے جو علم سے کام لیں۔

اس دعا کے متکلم امام علیہ السلام نے سورۂ انعام کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ بھی اسی کتاب (صحیفۂ کاملہ) کی بعض دعاؤں میں کیا ہے جہاں آپنے خدا کے اوصاف میں یہ بتلایا ہے کہ وہ نور اور ظلمت کا خالق ہے اور آفتاب و ماہتاب بھی اُسی نے پیدا کئے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اجرام سماویہ خدا نہیں ہیں جیسا کہ جناب ابراہیمؑ کے زمانہ

میں صابئیہ کا خیال تھا اور یہ کہ خود نور و ظلمت بھی خدا نہیں جیسا کہ ایران کے ملک میں مانوی جماعت کا عقیدہ ہے۔

اللہ اکبر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلبیت رسولؐ کس منزل پر تھے۔ اور تمام مسلمان کس منزل پر ہیں۔ ان دعاؤں میں علم افلاک۔ حساب آفتاب و ماہتاب جہازرانی وغیرہ کے طریقہ کی طرف اشارہ ہے جو بغیر کواکب کی حرکتوں کے دریافت کئے ہوئے نہیں حاصل ہو سکتا۔ آج یورپ کی ہر سلطنت میں اس کے لئے خاص درسگاہیں قائم ہیں۔ مگر مسلمانان عالم اب تک ان علوم سے بالکل بے خبر رہے ہیں جن کی طرف اہلبیت نے برابر اشارہ کیا ہے

چونکہ انھیں معلوم تھا کہ اُن کے متبعین اور ان کے متبعین کے مخالف برابر اہلبیت کے بارے میں جنگ و جدل کرتے رہیں گے۔ مگر خود ان حضرات کے دل میں یہ تھا کہ ہم مشترک اسلامی روح کے شائع کرنے کے لئے اور بندوں کو خدا کی معرفت سے قریب کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اس لئے انھوں نے اس طرح کے اشارات اپنے کلام میں ودیعت کر دیئے جن سے تمام صاحبان عقل فائدہ اٹھائیں اور حکما و مصلحین ان کے ذریعہ سے ترقی کریں۔ وہ باتیں ایسی ہیں جو تمام خلق سے متعلق ہیں اور ان میں کسی فرقہ سے خصوصیت نہیں ہے۔ انھوں نے پہلی قسم میں گناہوں کا ذکر کیا ہے اور قرآن میں جو عذاب مذکور ہوئے ہیں جیسے زقوم۔ قطران وغیرہ ان کا ذکر کیا ہے اور

اور دوسری قسم میں ان عجائب قدرت کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا سورۂ انعام میں بھی تذکرہ ہے اور جن کی حقیقت بغیر علم فلکیات کے معلوم نہیں ہوسکتی اور علم فلکیات کے لئے حساب اور ہندسہ اور جبر و مقابلہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ان آیات میں جن کی طرف اس دعا میں اشارہ ہے نباتات کا ذکر کیا ہے جس کے لئے علم النباتات اور علم زراعت کی ضرورت ہے اور جنین کا بطن مادر میں تذکرہ ہے جس کے لئے علم تشریح اور علم الحیات (بیالوجی) ناگزیر ہے۔

گویا امام کے پیش نظر تھا یہ عالم کہ دنیا میں دوسری قومیں ترقی کر رہی ہیں مگر سنی شیعہ آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہیں اور کس بارے میں؟ خود اہلبیتؑ کے بارے میں، حالانکہ اہلبیت ان جھگڑوں سے الگ ہیں۔ کیا آسمان اور اُس کے ستارے۔ کیا زمین اور اُس کی زراعتیں خدا کے مخلوقات میں داخل نہیں ہیں۔ کیا ان چیزوں میں غور و خوض کرنا خدا کی معرفت سے قریب نہیں کریگا۔

مگر افسوس مسلمان غفلت میں ہیں۔ انھوں نے اسلامی ممالک میں ان علوم کو چھوڑ رکھا ہے۔ اور صرف آپس کے جھگڑوں بکھیڑوں سے مطلب رکھا ہے وہ بھی ایسے معاملات میں جن کا وقت گذر چکا ہے اور وہ نسلیں گذر چکی ہیں۔ یہ زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کے عقول میں ترقی ہوگئی ہے اور علم کی محبت اُن کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔

(۲)

موازنہ حضرت نوح کی آواز میں اور امام زین العابدین کی دعا میں

یہ شیخ طنطاوی جوہری کا دوسرا مضمون ہے۔

اے برادران اسلام! میرا اسلام قبول کرو۔ میں نے اپنے گذشتہ مقالہ میں امام زین العابدینؑ کی بعض دعاؤں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں نے تبلایا ہے کہ کس طرح آپ نے علم اور عمل دونوں پہلوؤں پر زور دیا ہے اور عالم کائنات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اب ایک دعا اور پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جو آپ تاریک راتوں میں پڑھتے تھے۔

اے پروردگار مجھے بخش دے۔ اے پروردگار مجھ پر رحم کر اے میرے مالک میرے دل میں پاکیزگی پیدا کر۔ اے میرے مالک مجھے ریاکاری سے علٰحدہ رکھ۔ پروردگارا تو نے رات کو ہماری راحت کا ذریعہ بنایا ہے اور دن کو ہماری کسب معاش کا موقع قرار دیا ہے۔ تو نے آفتاب و ماہتاب کو حساب کے ساتھ جاری کیا ہے تو عالموں کا انتظام کرنے والا ہے تو نے آفتاب، ماہتاب اور ستاروں میں اپنے حسن صنعت کا مظاہرہ کیا ہے تو نے ان تمام سیاروں کو اپنے مخلوق کے فائدہ کے لئے اپنے حکم کا پابند

بنلیا ہے مجھ پر ایک نظر اپنی ڈال دے۔ ایسی نظر جو میرے دل کو ریاکاری، خودبینی۔ کینہ وری اور حسد کے جذبات سے خالی کر دے اور جس سے مجھے تیرے عذاب کا اندیشہ پیدا ہو جائے"۔

اس دعا میں امام نے ایک طرف تو تہذیب اخلاق کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے نفس میں پاکیزگی پیدا ہو دوسری طرف اس پاکیزگی نفس کی تکمیل پر زور دیا ہے علم اور حکمت اور کائنات قدرت میں غور و خوض کے ساتھ حضرت نے اپنی دعاؤں میں علم النفس اور علم الآفاق دونوں کو جمع کیا ہے جس طرح قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ ہم انسانوں کو اپنی نشانیاں دکھلاتے ہیں آفاق آسمان و زمین اور خود اُن کے نفوس میں تاکہ اُن کو حق کی معرفت ہو "النفس" کی لفظ میں بہت سے علوم کی طرف اشارہ ہے جن میں سے ایک علم الاخلاق ہے اور "آفاق" کی لفظ میں علم الارض۔ نباتات جبال۔ بحار اور فلکیات وغیرہ سب داخل ہیں۔

نوح کی آواز اپنی قوم کے لئے ہم دیکھتے ہیں نوح کی آواز کو جو قرآن میں درج ہوئی ہے نوح نے اپنی قوم سے کہا "اے میری قوم کے لوگو۔ میں تمھیں خوف دلاتا ہوں۔ خدا کی عبادت کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ خدا تمھارے گناہوں کو معاف کرے اور تمھیں معینہ مدت تک زندہ رکھے۔ وہ خدا کی مقرر کردہ

مدت جب پوری ہوجاتی ہے تو اُس میں دیر نہیں ہوتی۔" پھر نوح نے خدا
سے اپنی قوم کی شکایت کی۔" کہا پروردگارا میں نے اپنی قوم کو شب و روز
دعوت دی مگر میری دعوت پر وہ بھاگتے ہی رہے۔ میں نے جب اُن کو دعوت
دی تاکہ وہ اپنی مغفرت کا سامان کریں تو اُنھوں نے اپنی اُنگلیاں اپنے
کانوں میں دے لیں اور چادریں سروں پر ڈال لیں اور اپنے جرائم پر
اصرار کیا اور پورے تکبر سے کام لیا۔ پھر میں نے اُن کو کھلم کھلا آواز
دی اور بلند آواز سے اعلان کیا اور آہستہ سے بھی سمجھایا۔ میں نے کہا
کہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ ابر کو
تم پر پانی برسانے کے لئے بھیجتا ہے اور تم کو اموال اور اولاد کے ساتھ
مدد پہونچاتا ہے۔ تمھارے لئے باغ قرار دیتا ہے اور نہریں جاری کرتا ہے
تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی عزت نہیں سمجھتے حالانکہ اُسی نے تم کو مختلف
صورتوں پر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیونکر خدا نے ساتوں آسمانوں
کو طبق در طبق پیدا کیا ہے اور ماہتاب کو اُن میں روشنی کے لئے قرار دیا ہے
اور آفتاب کو چراغ بنایا ہے اور خدا نے زمیں سے تمھیں مثل نباتات کے
باہر نکالا ہے پھر تم کو اُسی زمین میں واپس لے جائیگا اور اس کے بعد پھر
باہر نکالے گا اور خدا نے تمھارے لئے زمین کو فرش قرار دیا ہے تاکہ تم اُس
میں مختلف راہوں میں تم راستہ چلو۔ نوح نے کہا کہ پروردگارا ان لوگوں نے

میری نافرمانی کی، ور اُس شخص کا طرز عمل اختیار کیا جس کو اُس کے مال و اولاد سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا اور یہ لوگ بڑے مکر و فریب سے کام لیتے رہے۔

اللہ اکبر۔ یہ حضرت نوحؑ کی دعا قابل لحاظ ہے۔ کس قدر انفس و آفاق کے علوم اس میں مجتمع ہیں۔ بالکل اسی طرح امام زین العابدینؑ نے اپنی دعا میں دونوں باتوں کو جمع کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میرے نفس میں پاکیزگی عطا کرتا کہ اُس میں بلندی پیدا ہو سکے دوسری طرف آسمان و زمین کی خلقت اور خدا کی قدرت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب صحیفۂ کاملہ میں ایک دعا کے ذیل میں آپ کہتے ہیں:۔

خداوندا میرے لئے ایسا دل قرار دے جو تجھ سے ڈرتا رہے۔ اس طرح گویا اُس نے تجھے دیکھا ہے یہاں تک کہ تجھ سے ملاقات کرے۔ اے مالک آسمانوں کے اور تمام اُن چیزوں کے جو آسمان کے اندر ہیں روشن ہوں خواہ تاریک۔ اے مالک کشادہ زمینوں کے اور تمام اُس مخلوق کے جو اُن زمینوں کے اندر ہے۔" اے مالک مضبوط بنیاد والے پہاڑوں کے۔ اے مالک چلنے والی ہواؤں کے۔ اے مالک اُن بادلوں کے جو زمین اور آسمان کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ اے مالک اُن ستاروں کے جو آسمان میں تیرے تابع فرماں ہیں خواہ پوشیدہ ہوں اور خواہ ظاہر۔ اے مخفی

باتوں سے باخبر اور اے آوازوں کے سننے والے"

صـ ۱۱۳ میں ہے۔

" خداوندا میں تجھ سے مانگتا ہوں صاحبان علم کا خوف اور عبادت کرنے والوں کا خشوع و خضوع اور خلوص رکھنے والوں کی عبادت اور خشوع رکھنے والوں کا اخلاص قلب اور توکل رکھنے والوں کا یقین اور بزرگ مرتبہ لوگوں کی کامیابی اور ذکر آلہی کرنے والوں کا غور و خوض"

یہ بالکل مطابق ہے اس آیت کے ساتھ کہ آسمان و زمین کی خلقت اور شب و روز کی آمد و رفت میں نشانیاں ہیں صاحبان عقل کے لئے وہ جو خدا کی یاد کرتے رہتے ہیں اُٹھتے اور بیٹھتے اور کروٹ کی حالت میں اور غور و خوض کرتے ہیں آسمان و زمین کی خلقت میں۔ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار تو نے ان کو غلط طور پر نہیں پیدا کیا ہے۔ تیری ہستی پاک ہے ہم کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ"

حضرت کا یہ فقرہ کہ ذکر آلہی کرنے والوں کا غور و خوض" اسی آیت کا پتہ دیتا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کو یاد کرنے والا اگر اُس کے مخلوقات میں غور و خوض نہ کرے تو وہ جاہل رہے گا اور اُسے کوئی بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہی بتلایا گیا ہے اس آیت میں کہ :-

"یہ لوگ قرآن میں غور و خوض کیوں نہیں کرتے، کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں"۔

اور اس آیت میں کہ:۔

"وہ لوگ جنھیں توریت کا حامل بنایا گیا پھر اُنھوں نے اُس کو برداشت نہ کیا مثل گدھے کے ہیں جس کی پشت پر کتابوں کا بار لدا ہوا ہو، کیا بری مثال ہے ان لوگوں کی جو خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور خدا جبری طور پر ظالمین کو راہ راست پر نہیں لاتا ہے"۔

طنطاوی کا شکوہ خدا کی بارگاہ میں } خداوندا یہ تیری کتاب موجود ہے قرآن، اور یہ اہلبیت میں سے ایک بزرگ ہستی کے ارشادات ہیں۔ یہ دونوں کلام وہ آسمان سے نازل شدہ کلام، اور یہ اہلبیت کے صدیقین میں سے ایک صدیق کی زبان سے نکلا ہوا کلام، دونوں بالکل متفق ہیں۔ اب میں بلند آواز سے پکارتا ہوں، ہندوستان میں اور تمام اسلامی ممالک میں۔ اے فرزندان اسلام اے اہل سنت۔ اے اہل تشیع۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ تم قرآن اور اہلبیت کے مواعظ سے سبق حاصل کرو یہ دونوں تم کو بلا رہے ہیں۔ ان علوم کے حاصل کرنے کی طرف جن سے عجائب قدرت منکشف ہوتے ہیں اور خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

پہلے ان علوم کو حاصل کرو انہی کے حاصل کرنے کا تمھیں قرآن اور پیشوایان مذہب کے ارشادات میں حکم ملا ہے جب تم ان میں کامل ہو جانا تو پھر دوسرے امور کی طرف متوجہ ہونا

تفرقہ انگیز مباحث سے باز آؤ اور ان ہدایات پر عمل کرو۔ ان علوم سے استفادہ کرو اور سورج کے نیچے زمین کے اوپر اپنے زندہ رہنے کا سامان کرو۔

طنطاوی جوہری مصر

(۳)

امام زین العابدین کی دعاؤں سے تاثرات

یہ استاذ محمد کامل حسین کا مضمون ہے جو "جامعہ مصریہ" میں پروفیسر ہیں اور کتاب "الادب فی مصر الاسلامیہ" اور "مروان بن ابی حفصہ" کے مصنف ہیں۔ یہ مضمون آپ کا گذشتہ سال "الرضوان" کے جمادی الثانیہ و رجب کے پرچہ میں شائع ہوا ہے۔

کیا تمھارا خیال ہے کہ فرزدق نے امام زین العابدین کی تعریف کا حق ادا کر دیا اپنے ان شعروں میں جن کا مضمون یہ ہے کہ:۔

"یہ وہ ہیں جن کے پیروں کی چاپ کو سرزمین مکہ پہچانے ہوئے ہے اور خانۂ کعبہ اور اُس کے حل و حرم سب اُن سے واقف ہیں۔ یہ اُس ہستی کے فرزند ہیں جو خلق خدا میں سب سے بہتر تھی۔ یہ متقی پاکیزہ پاک اور مشہور روزگار ہیں۔"

ہرگز نہیں، بخدا فرزدق اپنے ان شعروں میں ایک شمہ بھی نظم نہیں کر سکا ہے بلکہ مجھے تو ملتے ہی نہیں وہ الفاظ جو میرے دلی خیالات کا اظہار کر سکیں اور بتلا سکیں، میرے تاثرات کو اُس امام کی عظمت کے بارے میں جس نے ایک طرف عرب قوم کے محاسن اخلاق اور اُن کے مذہبی کمالات کو حاصل کیا اور دوسری طرف ملک عجم کی سلطنت اور اُس کی عزت کے جوہر کا حامل ہوا۔

اس صورت میں کوئی بیجا نہیں کہ اُن کو "ابن الخیرتین" (دو منتخب قوموں کا فرزند) کہا جائے کیونکہ آپ کے جدّ بزرگوار حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے دو ہی قوموں کو منتخب کیا ہے۔ عرب میں سے قبیلۂ قریش اور غیر عرب میں سے فارس۔ اور بہت سے ایرانیوں نے اس حدیث کو اپنے لئے محل نازش میں پیش کیا ہے۔ مہیار دیلمی شاعر سید رضی (جامع نہج البلاغہ) کا شاگرد تھا۔ وہ اسی حدیث کو لیتا ہے

اور پھر اپنی تعریف خود کرتے ہوئے کہتا ہے۔
(شعر جس کا مضمون یہ ہے)
"میں نے عزت و بزرگی بہترین باپ دادا سے حاصل کی اور دین کی عزت بہترین نبی سے حاصل کی۔ پس مجھے ہر حیثیت سے فخر کا موقع حاصل ہو گیا عزت خاندانی فارس کی اور دینی عزت عرب کی"۔

یہ انتہائی فخر کی عبارت ہے جو ایک شاعر پیش کر رہا ہے۔ کون؟ مہیار دیلمی جس کی دنیاوی عزت صرف اتنی ہے کہ وہ ملک فارس کا ایک مجوسی شخص تھا اور کسی شاہی خاندان سے بھی نہ تھا۔ پھر اپنے استاد سید رضی کے ہاتھ پر اسلام لایا تو دوسرے اسلام لانے والے غلاموں کا سا اُسے بھی درجہ حاصل ہو گیا۔ نہ اُس کو خاندانی کوئی امتیاز ہے نہ اسلام میں کوئی خاص درجہ لیکن باوجود اس کے اپنی ان دو خصوصیتوں کے اجتماع پر فخر کرتا ہے کہ میں خاندانی حیثیت سے فارسی النسل ہوں اور دینی حیثیت سے حضرت محمد مصطفےٰ کے دین کا پیرو۔ پھر اب میں کیا کہوں اُس ہستی کے بارے میں جس کا دادا خود مسلمانوں کا رسول ہو اور نانا خود ملک فارس کا بادشاہ کسریٰ ہو۔ وہ کون زبان ہو سکتی ہے جو اس بزرگوار کی عزت و بزرگی کی حد بیان کر سکے۔ یہ ہستی امام زین العابدین علی بن الحسین کی ہے جن کے بارے میں فرزدق نے کہا ہے۔

"جب قبیلۂ قریش کے لوگ ان کو دیکھ لیتے ہیں تو کہنے والے کہہ اٹھتے ہیں کہ بس اس شخص کی عزتوں پر عزت کی انتہا ہو جاتی ہے"!

بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ میں کہوں "ان کے عظیم اخلاق پر خلق کی انتہا ہے۔ ان کی خاندانی شرافت پر شرافت کی انتہا ہے اور اگر زبان یارا دے اور مجھے الفاظ ملیں جن سے میں مطلب ادا کر سکوں تو پھر بھی میں یہ کہوں گا کہ یہ کم تر تعریف ہے جو امام سجاد زور اہلبیت رسول کے بارے میں کی جاسکتی ہے۔

ممکن ہے لوگوں کو تعجب ہو یہ دیکھ کر کہ ایک سنی مضمون نگار ائمہ شیعہ میں سے ایک امام کے بارے میں اس طرح کے خیالات ظاہر کر رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اگرچہ ایک ایسے شہر میں پیدا ہوا ہوں جسے سنی مذہب سمجھا جاتا ہے اور ایک ایسی جماعت میں جو امام شافعی وغیرہ کے مذہب کی پیرو ہے لیکن میں نے اپنے سنی شہر کو اور اس کے تمام لوگوں میں ہر طبقہ اور جماعت کو یہ دیکھا ہے کہ وہ اہلبیت رسولؐ کی عزت کرتے ہیں اور ائمہ شیعہ کی عظمت کے اسی طرح قائل ہیں جس طرح شیعہ ہیں (یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) اور محمد بن ادریس شافعی خود ہی فرما گئے ہیں۔

اے جانے والے ناقہ پر سوار ذرا سرزمین مکہ پہنچنے کے قریب

ٹھہر اور یہ جو اِدھر اُدھر لوگ ہیں سب سے پکار کر کہدے صبح کے وقت اُس وقت میں جب حاجیان کعبہ منی کی سرزمیں پر جمع ہوتے ہیں اتنی کثرت سے کہ جیسے بہتا ہوا موج زن دریا۔ ان سب سے کہدے کہ اگر آلِ رسولؐ کی دوستی کا نام رافضی ہو جانا ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں"۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے کوئی فتنۂ اسلام اور مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ خطرناک نہیں معلوم ہوتا کہ شیعہ سنّی میں افتراق پیدا ہو جائے۔ ہم سب ایک دین کو مانتے ہیں جس کا نام ہے اسلام۔ ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں حضرت محمد مصطفٰے کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ سرور انبیاء اور خاتم المرسلین ہیں اور آپ کے اہلبیت طاہرینؑ کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا) جب تک ہم سب اس نقطہ پر قائم ہیں تو یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم سب کو ہمدست ہونا چاہئے اور اس راستہ میں جہاد کرنا چاہئے اپنے دین کی حفاظت میں اور اُس کو ترقی دیتے ہیں اور اس مشترک نقطہ کی طرف سب کو دعوت دینا چاہئے اور اس راستے میں جہاد کرنا چاہئے۔ نہ یہ کہ اب ایسی اختلافی باتوں میں پڑیں جو تفرقہ انگیزی کا باعث ہیں۔ صرف

ذاتی اغراض اور شخصی مفاد کی خاطر۔ اگر ہم حضرت علی کے پیرو ہوتے کہ آپ نے دنیا کو طلاق دیدیا اور اُس کی آرائشوں پر کوئی توجہ نہ کی اور اگر آپ کی طرح یہ کہتے ہوتے کہ " اے دنیا جا کسی اور کو فریب دے" تو آج اسلام کی شان ہی دوسری ہوتی اور مسلمانوں کو آج وہ عزت حاصل ہوتی جس کے مثل کوئی عزت ہو نہیں سکتی۔

لیکن دنیاوی خواہش اور ہوا و ہوس نے مسلمانوں کو اسلام کے بلند مقصد سے ہٹا دیا اور انھیں توحید و ایمان کی حقیقت سے دور کردیا جس کی وجہ سے اُن میں فرقہ بندیاں ہوگئیں اور مختلف جماعتیں قائم ہوگئیں جو آپس میں تصادم کرتی رہتی ہیں جس سے مسلمانوں کی عزت ذلت کے ساتھ بدل گئی۔ اور قوت حاصل ہونے کے بعد اُن میں کمزوری پیدا ہوگئی۔

یہ سب میں نے لکھ ڈالا اس حالت میں کہ میرے سامنے ایک کتاب ہے جو حجم کے لحاظ سے تو چھوٹی ہے مگر قدر و قیمت میں بہت بڑی ہے۔ یہ سیدنا امام زین العابدینؑ کی بعض دعاؤں کا مجموعہ ہے اور مجھے آرزو تھی کہ میں ان دعاؤں کی نسبت لکھتا اور بتلاتا کہ ان میں کتنی روشن دلیلیں موجود ہیں اس بات کی کہ زین العابدین مثل دوسرے اہلبیت طاہرین کے بالکل رسول اللہ کی تعلیمی روح کے حامل اور عبادت و پرہیزگاری میں آپ کے

تابع تھے لیکن مجھے وہ الفاظ کہاں مل سکتے ہیں جو میرے تاثرات کو ظاہر کریں اس وقت جب میں ان معجز نما کلمات کو پڑھتا ہوں جن کی تشریح میں زبان عاجز ہو کر ٹھہرتی اور عقل حیران ہو جاتی ہے اور قلم لرزہ بر اندام ہو کر رُک جاتا ہے۔ لہٰذا اس موقع پر میں صرف اپنے عجز اور کوتاہ بیانی کا اعتراف ہی کر لینا اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ میں قلم اٹھاؤں اور پھر موضوع کے حق کو ادا نہ کر سکوں کیونکہ میرا تاثر اور قلبی احساس حضرت سجادؑ کی دعاؤں کے پڑھنے کے موقع پر میری طاقت اظہار سے بالاتر ہے۔

لیکن مجھے ایک اور امر کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ وہ یہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے انشا پردازاور ادبا اور ادبی مورخین قدیم شعرا اور نثر نگاروں کے آثار کے مطالعہ اور درس و تدریس کی طرف متوجہ ہیں۔ اور انھوں نے نثر میں اس ہنر مندانہ طرزِ تحریر کو اختیار کیا ہے جسے انشا پردازوں نے مقرر کیا ہے اور اُسے اس طرح آراستہ کیا ہے کہ وہ بالکل قدرتی اور فطرتی حسن ادا سے علٰحدہ ہو گیا ہے اور انھوں نے اس میں رنگ برنگ علم بدیع و بیان کی زینتیں اور سجاوٹیں بھی بھر دی ہیں جو کسی طرح تکلف اور تصنع سے خالی نہیں ہیں اور طبعی حسن کے کسی طرح مطابق نہیں ہیں۔ لیکن اُن لوگوں نے ان دعاؤں کے

ایسے ادبی آثار کو چھوڑ رکھا ہے جو عربی ادب کے معجزات میں شمار کرنے کے قابل ہیں اس لئے کہ وہ دعائیں ایک پاکیزہ اور صاف نفس سے برآمد ہوئی ہیں اور وہ امام کا نفس ہے اور مخاطب بھی ایک پاک اور صاف نفس ہے اور وہ خدائے بزرگ کی ذات ہے۔ اس لئے وہ حقیقۃً ایک قلبی احساس ہے جو خدا کی طرف سے اُس کے بندہ کو عطا ہوا ہے اور جس کے ساتھ بندہ اپنے خدا کی جانب متوجہ ہوا۔ اس لئے ان مذہبی دعاؤں میں ایک بلند مثال ہی جذبۂ دینی کی وحی اور تقویٰ کے الہام اور زہد و تقویٰ کی آواز کی اُن میں ایک شیریں موسیقیت بھی ہے جو روح کو جذب کرتی ہے کانوں کو اُس سے لذت حاصل ہوتی ہے اور دل اُس کے جذّاب معانی اور وقیع الفاظ کے سننے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو رعب وجلال سے سرنگوں ہو جاتے ہیں دیکھو امام اپنے پروردگار کی تعریف کر رہے ہیں:۔

ستائش ہے اُس خدا کے لئے جو اپنی عظمت کے ساتھ دلوں پر جلوہ افگن ہے اور اپنی عزت کے ساتھ آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور تمام چیزوں پر اپنی قدرت کے ساتھ قابو رکھتا ہے۔ پس نہ آنکھیں اُس کے مشاہدہ کی تاب رکھتی ہیں اور نہ توہمات اُس کی عظمت کی حقیقی حد تک پہونچ سکتے ہیں، وہ عظمت اور بزرگی کے ساتھ جبروت کا مالک ہے اور عزت اور احسان اور جلالت کے ساتھ خلق پر مہربان ہے حسن وجمال کے

ساتھ نقائص سے مبرا و منزہ ہے اور فخر و بلندی کے ساتھ بزرگی کی صفت کا مالک ہے۔"

تم نے عربی کلام میں کبھی جادو اثر کیفیت اس کلام سے زیادہ بھی دیکھا ہے اور کوئی کلام جو اپنے خوشنما الفاظ اور بڑے معانی کے ساتھ دل میں بیٹھ جائے اور نفس انسانی کو ان بلند مرتبوں تک پہونچائے جن میں صرف پاک و پاکیزہ اور ہوس دنیا سے خالی اور صاف دل ہی پہونچ سکتے ہیں۔ اس کلام سے زیادہ سنا ہے؟ یہ ہے دینی ادب جس سے دل چاشنی گیر اور لذت اندوز ہوتے ہیں اور اس کی بلندی کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ کان اس کو سنتے ہیں تو اس کے نغموں کے ساتھ مترنم ہو جاتے ہیں اور عقل اُن کے معانی پر غور کرتی ہے تو ایک دوسری فضاء میں جو اس فضاء کے علاوہ ہے پرواز کرنے لگتی ہے۔"

اس کے باوجود دنیا بدیع الزماں اور حریری اور ابو نواس اور متنبی کی گرویدہ ہو رہی ہے۔ کہاں دینی ادب اور کہاں ان لوگوں کا ادب لفظ و معنی دونوں حیثیتوں سے ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور خود ادبی رنگ کے لحاظ سے بہت تفرقہ ہے ادبا کو چاہئے کہ وہ اس جلیل المرتبت ادبی سرمایہ کی طرف متوجہ ہوں یقیناً اُن کو اس میں بہت بڑا خزانہ دستیاب ہوگا جو اب تک زمین کے نیچے دفن ہے۔

(۴)

زین العابدینؑ اور اُنکا فلسفہ

(یہ احمد محمد جمعہ ابیوقی کا مضمون ہے جو کلیہ شریعت اسلامیہ مصر کے افاضل میں سے ہیں)

کیا کہنا اس ربانی امام اور روحانی دل اور اخلاقی معلم کا جو افراد بشر کے نفوس اور اقوام ملل کے دلوں کا حکمراں ہے اور انسانی نسلوں کی دستگیری و رہنمائی کرنے والا ہے تیرہ صدی اُس طرف سے لیکر اُس وقت تک کہ جب یہ دنیا فنا ہو۔

وہ اُن کا ہاتھ تھامتا ہے اور اُنھیں حقیقی زندگی کے راستوں پر لیجاتا اور زندگانی کی تنگی اور اُس کی کاوش بیجا سے ہٹاتا ہوا اُنھیں اصلی زندگی کے معنی اور عمر کی قیمت اور زمانہ کی واقعی عزت کا سبق سمجھاتا ہے۔ وہ جدوجہد اور انتھک کوشش اور عمل کے اصول کو قائم کرتا اور بے کاری اور کاہلی سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ دیکھو وہ خدا سے دعائیں کہہ رہے ہیں۔

"ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے اور ہمارے جسم کی بیکاری کے موقع کو بھی اپنی نعمتوں کے شکریہ میں صرف کردے اور ہماری زبانوں کی گویائی کو اپنے احسان کی توصیف سے مخصوص بنادے"۔

کتنا بلند ہے آپ کا درجہ اے امام! اور کتنا صاف ہے آپ کا دل اور کتنا روشن ہے آپ کا ضمیر اور کتنی پاکیزہ ہے آپ کی نیت اور کتنا بزرگ ہے آپکا نظریہ اور کتنا مبارک ہے آپکا نقطۂ نگاہ۔

آپ نے سنا حیّ وقائم خدا کی آواز اور خالق قدیم کے خطاب کو جو اُس نے اپنے حبیب اور مقدس رسول کے ساتھ کیا تھا۔

لیکن درحقیقت وہ رسولؐ کے لباس میں تمام اقوام اور نسلوں کو مخاطب کر رہا تھا۔ آپ نے اُس پر لبیک کہی اور اطاعت کی اور نزدیک پہونچ گئے اور خدا کے قانون کے سامنے سر خم کر دیا۔ وہ خدا کی آواز یہ ہے کہ اُے رسول کہدو کہ غور کرو آسمان و زمین میں کیا کیا عجائب مضمر ہیں"۔ "یہ لوگ کیوں نہیں سیر کرتے اور نظر ڈالتے" "یہ لوگ کیوں نہیں غور کرتے" "آسمان و زمین کی خلقت اور شب و روز کی آمد و رفت میں اہل عقل کے لیے نشانیاں مضمر ہیں" "کیوں نہیں یہ لوگ زمین میں سیر و سیاحت کرتے اور دیکھتے کہ کیا انجام ہوا اُن لوگوں کا جو اُن کے پہلے تھے' وہ ان کو زیادہ طاقت رکھتے تھے اور اُنھوں نے زمین میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور عمارتیں قائم کی تھیں اُس سے زیادہ کہ جتنی انھوں نے عمارتیں بنائی ہیں اور پیغمبر اُن کے پاس کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ آئے۔ خدا ہرگز اُن پہ ظلم نہیں کرتا لیکن وہ لوگ تو خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے"۔

اور رسولؐ کا قول کہ "ایک ساعت فکر و غور کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔" "خدا کے مخلوقات میں غور کرو اور خود خدا کی ذات میں فکر نہ کرو کیونکہ تم اُس کے درجہ کی حد مقرر نہیں کر سکتے۔

یہی تو آپ بھی کہہ رہی ہیں کہ "ہمارے دلوں کی سلامتی اپنی عظمت کی یاد میں قرار دے۔"

آپ دنیا کو آباد کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیکاری کے اوقات کو بھی ایسی باتوں میں صرف کریں جن سے حقیقی کامیابی کی بنیاد قائم ہوتی اور واقعی عزت حاصل ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لئے نام باقی رہتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بیکاری ہو ہی نہ اور تعطل پیدا ہی نہ ہو۔ اس صورت میں نہ خرابیاں ہونگی نہ جرائم (کیونکہ عرب شاعر کا شعر ہے کہ)

جوانی اور بے کاری اور دولتمندی یہی انسان کے خراب کرنے کے بڑے اسباب ہیں۔"

امام اعلان کر رہے ہیں کہ جتنی خدا کی نعمتیں ہیں اور اُس کی دی ہوئی طاقتیں ہیں اور اعضاء جوارح ہیں سب کو اُن ہی مقاصد میں صرف کیا جائے جن کے لئے وہ خلق ہوئے ہیں تاکہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا ہو۔

یہی مطلب ہے آپکے اس فقرہ کا کہ :-

"ہماری بیکاری کو بھی اپنی نعمت کے شکریہ میں صرف کردے"

اس کے بعد آپ چاہتے ہیں کہ آپ خداوندعالم کے اس قول میں داخل ہوں کہ "کون اپنی بات کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہو سکتا ہے اُس شخص سے جو خدا کی طرف دعوت دے اور اچھے اعمال کرے اور کہتا رہے کہ میں مسلمان ہوں"۔ آپ کہتے ہیں :۔

"خداوندا ہم کو قرار دے اُن لوگوں میں سے جو تیری طرف دعوت دینے والے ہیں اور تیری طرف کا راستہ بتانے والے ہیں"

یہ پرمغز جملے اور بیش بہا فقرے ہیں جن میں حسن وعظمت اور بلاغت واعجاز کے تمام اوصاف مجتمع ہیں۔

ستائش اللہ کے لئے جو دلوں پر اپنی عظمت کے ساتھ جلوہ افگن ہے اور آنکھوں سے اپنی عزت کے ساتھ پنہاں ہے۔ نہ آنکھیں اُس کے دیدار کی تاب رکھتی ہیں اور نہ انسانی عقلیں اُس کی عظمت کی حد تک پہونچ سکتی ہیں۔ وہ عظمت وکبریائی کے ساتھ شان وجبروت کا مالک اور عزت واحسان وبزرگی کے ساتھ خلق پر مہربان اور حسن وجمال کے ساتھ نقائص سے منزہ ومبرا اور فخر وکمال کے ساتھ شرف اور بزرگی کا سرمایہ دار اور بخشش ونعمت کے ساتھ تمام خلق کا امیدگاہ ہے"۔

تصوف کے ساتھ بلاغت، تضرع ومناجات میں ادبیت، عبودیت کے

مظاہرہ میں سحر آفرینی۔ بیان کے جوہر کے ساتھ منطقی مغز اور اُس پر بدیع کی آرائشیں۔

شرک کے خلاف جنگ پھر آپ اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ اور مطمئن نفس کے بالکل مستحکم عقیدہ کے ساتھ شرک سے اور اُس کے مواد سے اُس کا دعویٰ کرنے والوں اور اُس کی حمایت کرنے والوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور ازلی و ابدی وحدانیت کو خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں اپنے ان الفاظ میں۔

"وہ خالق جس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ یکتا جس کا کوئی مثل نہیں، وہ بزرگی کا مالک جس کا کوئی مدمقابل نہیں، وہ سردار و حاکم جس کا کوئی ہمسر نہیں، وہ خدا جس کا کوئی دوسرا نہیں اور وہ پیدا کرنیوالا جس کا کوئی شریک نہیں اور وہ رزق عطا کرنیوالا جس کا کوئی مددگار نہیں وہ سب سے پہلے اور لازوال ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے والا غیر فانی ہے وہ دائم و قائم ہے بغیر کسی زحمت و مشقت کے، وہ باقی ہے بغیر کسی آخری حد کے وہ صنعت آفرین ہے بغیر کسی پشت پناہ کے، وہ پروردگار ہے بغیر کسی شریک کے۔ وہ خلق کرنے والا ہے بغیر کسی تکلیف کے۔ وہ کام کرنے والا ہے بغیر کسی عاجزی کے۔ اُس کی کوئی حد نہیں مکان میں اور نہ کوئی انتہا ہے زمانہ میں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ یونہی ہمیشہ ہمیشہ وہ خدا ہے زندہ قائم دائم قدیم قادر علم و حکمت کا مالک زبردست اور علیم جس چیز کو چاہے روکنے والا اور جس کام کو چاہے

کرنے والا ہے۔ اُس کے لیے ہی خلق اور اُس کے لیے ہی حکم۔ تمام زمین اُس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور آسمان بھی اُس کے دست تصرف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا اور بلند ہے اُن خیالات سے جو مشرکین نے قائم کئے ہیں۔ (صحیفۂ کاملہ صفحہ ۲۱-۲۲ مطبوعہ مطبع فیحا دمشق)

آپ دنیا کو وحدانیت کے معنی بتلا رہے ہیں اور اپنے نفس پر اعتماد اور اپنے ضمیر کی نگرانی کا درس دے رہے ہیں اور انسانی عقلوں کو اُن کی گہری نیند سے بیدار کر رہے ہیں اور اُنھیں فلاح حقیقی کے ایک بڑے اصول پر متنبہ کر رہے ہیں۔ وہ بڑا رکن جس پر اس زندگی کی عمارت قائم ہے اور اُس کے لئے آپ بلند ترین مثال اپنے خالق کی پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ خلقت اور ایجاد کائنات میں تنہا اور مستقل ہے۔

امام زین العابدین جو پہلی صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں حریت اور عزت و استقلال کی آواز بلند کرتے ہیں تاکہ اُسے چودھویں صدی اور اس کے بعد کے تمام لوگ سنیں اور مادیت و طبیعیت کی زنجیروں کو اتار کر پھینک دیں۔

ایک عام مذہب کی رد بہت سی جماعتیں مسلمانوں میں سے ایک شرمناک خیال اور کمزور مسلک پر متفق ہو گئی ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے اقوال و افعال میں مجبور ہے اور خیر و شر اور تمام جرائم

اس کے ہاتھوں زبردستی خدا کی جانب سے کرائے جاتے ہیں وہ اسکے
لئے بہت کمزور دلائل پیش کرتے ہیں۔ اُن پر بدبختی اس طرح غالب ہوئی
ہے کہ خدا کی ذات کی طرف جبر و قہر کی نسبت کو گوارا کر لیا ہے۔ یہ لوگ
چاہتے ہیں کہ اس تعلیم کے سایہ میں جرائم کا ارتکاب کریں اور اس کی
ذمہ داری خدا پر عائد کریں۔

یہ ایسا مذہب ہے جو زمین کو فساد سے لبریز کرنے کا سبب ہے اور جو
انتظام عالم کو برباد کر دینے کا ذریعہ ہے۔

امام زین العابدینؑ نے اپنے ان الفاظ میں اسی ملحدانہ خیال کی بنیادوں
کو ملیا میٹ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

تمام کائنات اس بات کی معترف ہے کہ تو جس کو سزا دے اُس پر ظلم
نہیں کرتا۔ اور گواہ ہے اس بات کی کہ جس کو تو معاف کر دے وہ تیرا احسان
ہے اور ہر شخص اقرار کریگا اپنے نفس کی کوتاہی کا اُن فرائض کے ادا کرنے
میں جو تو نے عائد کئے ہیں۔ اگر شیطان اُنھیں فریب دیتا تیری اطاعت سے
تو کوئی تیری نافرمانی نہ کرتا اور اگر باطل کو اُن کے سامنے حق کے لباس
میں پیش نہ کرتا تو تیرے راستے سے کوئی گمراہ نہ ہوتا۔

"تو مبارک ہے اس بات میں کہ تیری توصیف احسان ہی کے ساتھ
ہو سکتی ہے اور بزرگ ہے تو اس امر سے کہ تجھ سے اندیشہ ہو عدالت کے

خلاف طریقہ کا۔ تجھ سے ظلم و جور کا اندیشہ نہیں ہو سکتا اُس شخص پر جو تیری نافرمانی کرے۔ اور تجھ سے حق تلفی کا خوف نہیں ہو سکتا اُس شخص کے بارے میں جو تیری اطاعت کرے۔

تو بڑا احسان کرنے والا صاحب کرم ہے۔ اے وہ جس کی عظمت کے عجائب ختم ہونے والے نہیں۔ ہم کو بیہودہ خیالات سے اپنی عظمت کے پردوں میں چھپا کر بچالے۔ اے وہ جس کی سلطنت کی مدت ختم ہونیوالی نہیں اپنے غضب اور ناراضی سے ہمیں آزاد رکھ۔ اے وہ جس کی رحمت کے خزانے ختم ہونے والے نہیں۔ اپنی رحمت میں ہمارا بھی حصہ قرار دے۔ اے وہ جس کے نظارہ کی آنکھوں کو تاب نہیں اپنی بارگاہ سے ہم کو قریب کرلے۔ اے وہ جس کی عظمت کے سامنے تمام عظمتیں پست ہیں ہمیں عزت عطا کر۔ اے وہ جس کے سامنے باطنی راز کی خبریں بھی ظاہر ہیں اپنے سامنے ہم کو رسوا نہ کرنا۔"

فہرست رسائل امامیہ مشن رجسٹرڈ لکھنؤ

نمبر شمار	نام رسالہ	[illegible]	[illegible]
۱	قاتلان حسین کا مذہب	۰۴ر	لـ
۲	تحریف قرآن کی حقیقت (ختم)	۰۶ر	لـ
۳	مولود کعبہ	لـر	ـــ
۴	وجود حجت	۰۴ر	لـ
۵	اصول دین اور قرآن	۰۴ر	لـ
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۰۴ر	لـ
۷	حسین اور اسلام اردو	۰۱ر	ـــ
۸	حسین اور اسلام ہندی	لـ	ـــ
۹	〃 〃 انگریزی	ختم	
۱۰	متعہ اور اسلام	۹ر	لـ
۱۱	امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر	ـــ
۱۲	تجارت اور اسلام	ختم	
۱۳	اتحاد الفریقین حصہ دوم	〃	
۱۴	علی اور کعبہ	لـ	ـــ
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۰۲ر	لـ
۱۶	مذہب باب حصہ اول	۰۵ر	لـ
۱۷	نور ودا اور غدیر	لـ	ـــ
۱۸	مجاہدۂ کربلا	۲ر	ـــ
۱۹	کربلا کا اتم بلیدان ہندی	ختم	
۲۰	دی مارٹیڈم آف حسینؑ	۲ر	ـــ
۲۱	اسوۂ حسینی	۰۷ر	لـ
۲۲	جنگ صفین	۳ر	ـــ
۲۳	تذکرہ حفاظ شیعہ حصہ اول	۰۶ر	لـ
۲۴	〃 〃 حصہ دوم	۰۵ر	لـ
۲۵	مقصود کعبہ	لـ	ـــ
۲۶	مذہب بابی و بہائی حصہ دوم	۹ر	لـ
۲۷	مذہب اور سائنس	لـ	ـــ
۲۸	معرکۂ کربلا	ختم	
۲۹	کربلا کا مہا یودھ	〃	
۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا	۲ر	ـــ
۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۹ر	لـ
۳۲	دور استبداد	۰۴ر	لـ
۳۳	حقیقت بدا	۲ر	ـــ
۳۴	خطیب آل محمدؐ	۰۴ر	لـ
۳۵	تدوین حدیث	لـ	ـــ
۳۶	مطلوب کعبہ	لـ	ـــ
۳۷	محاربہ کربلا	۳ر	ـــ
۳۸	اسلام کا پیغام اردو	۰ر	ـــ
۳۹	دی میسج آف اسلام انگریزی	۰ر	ـــ
۴۰	اثبات عزاداری	۰۴ر	ـــ

نمبر	نام کتاب	قیمت		نمبر	نام کتاب	قیمت	
۴۱	مستدرک	۵۰ر	لـ	۵۱	مسند اعظم	لـ	؎
۴۲	تاجدار کعبہ	لـ	؎	۵۲	لا تفسدوا فی الارض	۸ر	لـ
۴۳	خلافت و امامت حصہ اوّل	۵۰ر	لـ	۵۳	نہج البلاغہ کا استناد	۴ر	لـ
۴۴	حصہ دوم	۲۰ر	لـ	۵۴	خلافت و امامت حصہ اوّل	۳ر	ار
۴۵	حصہ سوم	۲ر	لـ	۵۵	شہدائے کربلا حصہ دوم	۵ر	لـ
۴۶	تحفۂ اثنا عشریہ؟	ا	؎	۵۶	ابو الائمہ کے تعلیمات	۴ر	ار
۴۷	ذو الجناح	۰ر	؎	۵۷	حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام	ار	۰
۴۸	شہدائے کربلا حصہ اوّل	۲ر	لـ	۵۸	اسلامی عقائد	۲ر	؎
۴۹	کربلا کا مہا سمر (ہندی)	۳ر	؎	۵۹	آثار باقیہ	زیر طبع	
۵۰	حسین اینڈ پیپل آف کربلا	۱۰ر	؎	۶۰	صحیفۂ سجادیہ کی عظمت	۴	

۶۱ خلافت و امامت حصہ پنجم زیر طبع | ۱

فہرست کتب امامیہ مشن بک ایجنسی

نمبر	نام کتاب	قیمت		نمبر	نام کتاب	قیمت	
۱	حسین دی مارٹر (انگریزی)	ختم		۸	رسول کی بیٹی	۲ر	؎
۲	الشہید	۱۰ر	لـ	۹	گل عصمت	۱۰ر	؎
۳	کائنات قبل از اسلام	۲ر	؎	۱۰	رجال بخاری حصہ دوم	۶ر	لـ
۴	قاتلان حسین کی گرفتاری	۸ر	٢	۱۱	ڈکٹرزم لیڈرز آف ملا محمود (انگریزی)	۸ر	عہ
۵	جمع دینیات	عہ	٢	۱۲	تاریخ ازدواج	۸ر	لـ
۶	ذخیرۃ الاحکام	۴ر	لـ	۱۳	الہامی کلمات	۳ر	لـ
۷	صحیفہ تجلّی (دعائیں)	۸ر	لـ	۱۴	شہید اسلام	عہ	۵